OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

ادخلوا فی السلم کآفۃ:ارکانِ اسلام اور عصرِ حاضر کے تناظر میں تطبیقی مطالعہ

Udkhulū Fī-Il-Silm-i-Kāffah: A Practical Study in Context of the Pillars of Islam and Contemporary Perspective

Muqaddas Nazar
Lecturer in Islamic Studies, Govt. Girls Graduate College, Daska, Sialkot
Dr. Abdul Aleem
Associate Professor of Islamic Studies, Govt. Jinnah Islamia Graduate College, Sialkot
Dr. Naseem Mahmood
Assistant Professor of Islamic Studies, Govt. Allama Iqbal Graduate College, Sialkot

Abstract

Islam has given a comprehensive system of worship. The pillars of Islam are the foundations on which the great edifice of Islam is built. "Practical study in the context of the Pillars of Islam and contemporary perspectives" is a topic which deals with the negligence of the Muslims, and it presents the complete pictures of the pillars of Islam. Prayers are not performed on right time with complete procedure. In the context of Zakat spending the whole year is considered as payment of zakat or by estimation. In the regard of fasting the Muslims has been ordered to perform this important duty through the month avoiding all kind of immorality and certain legitimate matters. The Muslim Ummah is avoiding this by making excuses of various compulsions and diseases. Medical Science has also proved that prayer and fasting can care fatal physical and mental diseases. In the present age the Muslims have adopted Hajj for show

CC BY

off and hypocrisy they are avoiding this important duty by making excuses of so-called compulsions. The purpose of this research is to identify the negligence and faults of contemporary Muslims in performing the pillars of Islam and present the accurate complete picture of them.so that the Muslim Ummah can reform itself.

Key Words: Comprehensive, Foundations, Perspectives, Procedure, Muslim Ummah, Compulsions

تمہید

ارکان اسلام وہ بنیادی عوامل و عناصر ہیں جن پر اسلام کی عظیم الشّان عمارت کھڑی ہے ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہے یہ وہ عبادات ہیں جو حقوق العباد کی ادائیگی کے لیے عملی تربیت کرتی ہیں جس طرح اسلام نے انسان کی جسمانی ضروریات کا بندوبست فرمایا ہے اسی طرح اس کی روحانی ضروریات کا بہترین انتظام فرمایا ہے لیکن امتِ مسلمہ نے اپنی سستی و غفلت کی بنا پر ان عبادات کو اصل ہیئت سے ہٹا کر ان میں کمی بیشی کے خود ساختہ طریقے اپنا لیے ہیں۔ لہٰذا امتِ مسلمہ کی اصلاح کے لیے اس کامل نظامِ عبادت کی اصل اور حقیقی تصویر سامنے لانے کی ضرورت ہے۔ اس مقالہ میں"ادخلوا فی السّلم کآفۃ" کے حکم الٰہی کی روشنی میں ارکان اسلام کا عصر حاضر کے تناظر میں تطبیقی مطالعہ ہو گا۔

السّلم کآفۃ کا مفہوم

یہاں دو الفاظ کا ذکر کیا گیا ہے ایک اور دوسرا کافۃ اور لفظِ سلم اسلام کے لئے استعمال کیا گیا ہے جس کا مفہوم اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں یوں بیان کیا گیا ہے:الاسلام من الشریعۃ اظہار الخضوع و اظہار الشریعۃ والتزام لما اتی بہا النبی ﷺ[1]"شرعی اعتبار سے اسلام کا مفہوم اظہارِ اطاعت و تسلیم اور اظہارِ شریعت اور نبی کریم ﷺ جو لے کر تشریف لائے اس سے تمسک ہے"یعنی اسلام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات و تعلیمات کے سامنے اپنی مرضی اور پسند و ناپسند کو ترک کر دینا ہے اور انسان کا اپنے عمل اور کام سے شریعت کا اظہار ہے۔ امام ابو بکر رازیؒ لفظ "کآفۃ" کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:کافۃ:الجمیع من النّاس یقال لقیتھم کافۃ ای کلّھم[2]"کافۃ کا مطلب سارے کے سارے لوگ ہیں کہا جاتا ہے کہ میں ان سب سے ملا"یعنی لفظ کافۃ "جمیعا" کے معنیٰ میں آتا ہے جس میں تمام لوگ شامل ہوں کوئی ایک بھی پیچھے نہ رہے کسی جماعت کے سارے کے سارے افراد، کوئی ایک بھی اس سے مبرّا و ماوری نہیں سبھی لفظ کافۃ میں داخل ہیں۔ یہ مقالہ چونکہ ادخلوا فی السلم کافۃ کے عصری تناظر میں تطبیقی مطالعہ کے حوالے سے ہے اس لئے ذیل میں ارکانِ اسلام کے حوالے سے عصری تطبیق پر درج ذیل عنوانات کے تحت اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے:

شہادت توحید و رسالت

ارکان اسلام میں سب سے پہلے توحید و رسالت کا زبان سے اقرار اور دل سے اس کی تصدیق ہے یہی قصر اسلام میں داخل ہونے کا واحد دروازہ ہے اس کے بغیر تمام نیک اعمال و افعال مردود ہیں یعنی اللہ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کے آخری نبی و رسول ہونے کا اقرار و تصدیق ایمان کی پہلی اور لازمی شرط ہے۔ اسلام کی بنیاد ہی شہادت توحید و رسالت ہے۔ حدیث مبارکہ میں آیا ہے:بُنِيَ

الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَاإِلَهَ إِلَّااللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ،وَإِقَامِ الصَّلَاةِ،وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ،وَالحَجِّ ،وَصَوْمِ رَمَضَانَ[3]"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے،اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز پڑھنا، زکوۃ دینا، حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا"اس شہادت کے دو حصے ہیں ایک میں نفی ہے کہ انسان دل و جان سے اعتراف کرے کہ اللہ کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ کارساز ہے نہ حاجت روا ہے نہ کوئی زندگی و موت دینے والا جبکہ دوسرے حصے میں الّااللہ کی صورت میں اثبات ہے یعنی صرف اللہ ہی ہر چیز پر قادر و مطلق اور تمام اختیارات و کمالات کا مالک ہے۔ شہادت کے دوسرے حصے میں رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرنا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے عبادات و معاملات کے نظام میں جو طریقہ کار اپنایا اسی کو اپنایا جائے جو احکام چنے ہیں ان کو بجالایا جائے اور جن احکام سے منع فرمایا ہے ان سے قطعی طور پر اعراض کیا جائے۔ عصر حاضر کے مسلمان شہادت توحید و رسالت کے اس تقاضے سے غفلت برتتے ہیں اور صرف اقرار باللسان و تصدیق بالقلب پر اکتفا کر کے عمل سے بیگانہ ہو چکے ہیں۔ شہادت توحید و رسالت پر ایمان کا تقاضا ہے کہ ہر غیر کی بندگی و اطاعت سے بیزاری اور ایک اللہ کی پیروی۔ لہٰذا امت مسلمہ کو چاہیے کہ اپنے افعال و کردار پر نظر ثانی کر کے صرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی منشاء کو پیش نظر رکھیں کسی مجبوری، معذوری اور بے بسی کو آڑے نہ آنے دیں، نہ رسوم و رواجات اور نہ خواہش نفسانی کو نصوص پر ترجیح دیں۔ صرف اسی صورت میں وہ ادخلوا فی السّلم کافۃ کے حکم پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔

ادخلوا فی السّلم کافۃ کی نماز کے حوالے سے عصری تطبیق

شہادت توحید و رسالت کے بعد نماز اسلام کا بہت اہم رکن ہے اور اسلام میں داخل ہونے کی عملی دلیل ہے۔ شارع اسلام نے نماز کی ایک عملی صورت اور مکمل نظام عطا کیا ہے۔ اس کی ادائیگی کے جو واجبات و ارکان اور طریقہ کار متعین کیا ہے اس کا لحاظ رکھنا از حد ضروری ہے۔ نماز اللہ اور بندے کے درمیان مضبوط تعلق کا بہترین ذریعہ ہے۔ معراج کی رات پانچ نمازوں کا تحفہ حضور ﷺ کو دیا گیا۔ امت محمدیہ ﷺ پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض قرار دی گئی ہیں۔ حضور ﷺ نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں مخاطب کر کے فرمایا: إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ،فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيهِ عِبَادَةُاللَّهِ فَإِذَا عَرَفُوا ذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ[4]"تم ایسے لوگوں کی طرف جارہے ہو جو اہلِ کتاب کا ایک گروہ ہیں لہٰذا تم سب سے پہلے انہیں اللہ کی عبادت کی دعوت دینا اگر وہ اللہ کو پہچان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں"لیکن عصر حاضر میں مسلمانوں نے یا تو بالکل ہی نماز جیسے اہم فریضہ کو ترک کر دیا ہے یا پھر دو تین نمازوں کی ادائیگی کو اپنا معمول بنا لیا آج مختلف شعبوں میں کام کرنے والے جیسے ڈاکٹرز، نرسز، اینکرز، مزدور، ڈرائیور، ڈبل شفٹ اداروں کے ورکرز وغیرہ کام اور مجبوری کی آڑ میں نماز ترک کر دیتے ہیں جو کہ فرائض کی ادائیگی سے فرار اور ایمانی کمزوری کے سوا کچھ نہیں ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تمام مسلمان اپنے اپنے دنیاوی امور کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ پانچ نمازوں کو اپنا معمول بنائیں نماز کے اوقات میں تمام امور ترک کر دیں اس اہم فریضہ سے عہدہ برآ ہونے کے بعد کاروبارِ دنیا کو بحال کیونکہ روزِ قیامت سب سے پہلے نماز کے متعلق ہی سوال ہو گا اور اس کی ادائیگی پر کامیابی ہو گی ورنہ شارع اسلام نے بے نمازی کا ٹھکانہ جہنم قرار دیا ہے جب اہلِ جہنم سے عذاب کی وجہ پوچھی جائے گی تو وہ کیا جواب دیں گے۔ اس بارے میں قرآن پاک ہماری راہنمائی فرماتا

ہے:مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ. لَم نَكُ مِنَ المُصَلِّين[5] "تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی. وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے" مقررہ اوقات کالحاظ نہ رکھنا نماز میں سستی و کاہلی کی وجہ سے ہوتا ہے جو کہ منافق کی نشانی ہے۔ آج مسلمان اپنے دنیاوی مشاغل کی وجہ سے نماز کو مؤخر کرتے رہتے ہیں جب اخیر وقت ہوتا ہے تو جلدی جلدی ٹھونگیں مارتے ہیں جیسے کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے:تلک صلوٰۃ المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا کانت بین قرنی الشیطان قام فنقرھااربعا لایذکر اللہ فیھا الا قلیلا تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ جَلَسَ يَرْقُبُ صَلَاةَ الْعَصْرِ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا۔[6] "یہ منافق کی نماز ہے۔وہ بیٹھا عصر کی نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو وہ اٹھتا ہے، چار ٹھونگے (چونچیں) مارتا ہے اور اس دوران میں اللہ کا ذکر بھی نہیں کرتا مگر تھوڑا" فرائض وواجبات نامکمل ہوں گے تو نماز بھی مقبول نہ ٹھہرے گی اور سنت کی خلاف ورزی کا مرتکب بھی ہو گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص جو اپنا رکوع اور سجدہ مکمل نہ کرتا تھا اسے نماز ختم کرنے کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تو نے نماز نہیں پڑھی اور فرمایا:لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[7] "اگر تو مر جائے گا تو تو اس طریقہ پر نہ مرے گا جس پر اللہ نے محمد ﷺ کو پیدا کیا" نماز سے صرف روحانی و معاشرتی فوائد ہی حاصل نہیں ہوتے بلکہ اس سے بہت سے طبّی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں انسان کے دماغ میں برقی چارج ہوتا ہے جو اس کے نروس سسٹم کو کنٹرول کرتا ہے ۔سجدہ کی حالت میں زائد برقی چارج ختم ہو جاتا ہے ورنہ اس کی موجودگی سے اعصاب تناؤ کا شکار رہتے ہیں اور سر درد کی شکایت رہتی ہے انسان کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دماغ کے نچلے حصے میں ہوتی ہے جب انسان سجدہ کرتا ہے تو دماغ، گردن اور چہرہ کی طرف خون کا بہاؤ زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ سائنس و سائنٹس اور دیگر پیچیدہ بیماریوں کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ سجدہ سانس اور پھیپھڑوں کی بیماریوں کی روک تھام کا بہترین علاج ہے۔ پھیپھڑوں کے نچلے حصے میں ایک تہائی ہوا وہ مستقل طور پر رک جاتی ہے۔ جس کا نکلنا ضروری ہوتا ہے اور ایک تہائی سانس کے عمل سے داخل خارج ہوتی ہے لیکن جب سجدہ کرنے سے معدہ اور پیٹ کا پریشر ڈایا فرام پر پڑتا ہے تو یہ مستقل ہوا خارج ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ تازہ ہوا لے کر پھیپھڑوں کو تندرست رکھتی ہے اس کے علاوہ سجدہ ریڑھ کی ہڈی، مہروں، نظام ہضم، السر، معدہ اور دوسرے امراض کے لیے بہت مفید ہے۔[8] اس سے معلوم ہوتا ہے اس مہربان حکیم ذات نے جو عبادات کا نظام عطا کیا ہے وہ سراسر انسان کی بھلائی اور فائدے کے لیے ہے۔

نظامِ زکوٰۃ میں ادخلوا فی السّلم کافّۃ کی تطبیق

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔زکوٰۃ ایک اہم مالی عبادت ہے۔مال سے انسان کو محبت ہوتی ہے اللہ نے مال خرچ کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ ایک طرف اس کی محبت کم ہو اور دوسری طرف معاشرے کے محروم الوسائل افراد کا بندوبست ہو جائے۔ شریعتِ اسلام نے زکوٰۃ کا نصاب اور اس کی شرح کا تعین کر دیا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ مِنَ الْإِبِلِ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌوَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ[9] "پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا اور فرمایا: "خدا کی قسم! اگر وہ مانعین زکوٰۃ ایک زکوٰۃ کا اونٹ باندھنے کی رسی بھی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے مجھے دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے ضرور جنگ کروں گا"[10] اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی

شرح متعین اور قطعی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک رسی کو نصاب زکوٰۃ میں سے کم کرنے والوں کے خلاف بھی جہاد کا اعلان فرمایا۔ لہٰذا کسی مسلمان کو نصابِ زکوٰۃ میں کمی بیشی کا نہ کوئی حق ہے اور نہ اختیار ہے۔ اس ذیل میں جدید محقق ڈائریکٹر ادارہ تحقیقاتِ اسلامی ڈاکٹر فضل الرحمٰن کا کہنا ہے کہ "موجودہ شرح زکوٰۃ معاشرے کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہیں لہٰذا حکومت اس میں اضافہ کر سکتی ہے"[11] انہی کی تائید میں محقق ڈاکٹر رفیع اللہ کہنا ہے کہ:"معیشت کی تبدیلیوں کی بناپر نصابِ زکوٰۃ میں کچھ خامیاں ہیں جن پر تحقیقی نظر ڈالنے کی ضرورت ہے مزید یہ بھی کہا کہ اب عصرِ حاضر میں اوسط نصاب زکوٰۃ ۲۹۳۹ روپے ہونا چاہئے اپنی اسی بات کی تائید میں کہا عصرِ حاضر کے ماہرین معاشیات کا نظریہ بھی یہی ہے کہ اس سے کم آمدنی والے لوگوں کو ہر قسم کے ٹیکس سے مستثنیٰ کرنا چاہئے"[12]۔ اس سال سٹیٹ بینک آف پاکستان نے نصاب اٹھاسی ہزار نوسوستائیس (۸۸۹۲۷) سے زاید رقم قرار دی ہے لیکن اس کا تعین چاندی کی نصاب کی مقدار کی قیمت کے اعتبار سے ہے نہ کہ مہنگائی کے تناسب کے اعتبار سے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کے خلاف اعلانِ جہاد کیا جب تک وہ تائب نہ ہوگئے۔ آج امتِ مسلمہ کے اہم ترین اداروں کے سربراہ اور ان کے معاونین جب ایسے نفس پرست اور زر پجاری لوگ ہوں گے تو مسلمان کبھی بھی ذلت و خواری سے نہ نکل سکیں گے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کو اس عہدے سے برطرف کر دیا جائے اور امانتدار اہل لوگوں کا تقرر کیا جائے۔ آج مسلمان اس اہم فریضہ سے بچ نکلنے کے لیے ہر طرح کا حربہ آزماتے ہیں اور حیل سازی کرتے ہیں مال کا چالیسواں حصہ یا اڑھائی فیصد کی شرح سے نکالنے کی بجائے ایک فیصد یا دو فیصد کی شرح سے یا اندازے سے مال نکالنے کو زکوٰۃ کی ادائیگی قرار دیتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ زکوٰۃ سے ان کا مال کم ہو جائے گا۔ اسی طرح بعض لوگ پورا سال صدقہ و خیرات کرتے ہیں اسی کو زکوٰۃ کی ادائیگی سمجھ لیتے ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے بچنے کے لیے لوگ گھر میں موجود سونے کو بیٹوں اور بیٹیوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور اس پر یہ گمان کرتے ہیں کہ گھر میں کسی کے پاس نصاب کے مطابق سونا نہیں تو اب زکوٰۃ لاگو نہیں ہوتی۔ عصرِ حاضر میں امتِ مسلمہ کو اپنی اس حیلہ سازی پر غور کرنا چاہیے کہ یہی حیلہ سازی جب پہلی اقوام نے کی تو وہ مغضوب ٹھہرے جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:اَقِیْمُوْا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوْا الزَّكٰوةَ[13] "نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو"تو اس حکمِ ربّانی پر عمل کرنے کی صورت یہ ہے کہ جو راستہ شریعتِ مطہرہ نے بتایا ہے اسی راستے سے آیا جائے من مانے طریقے اور اندازانہ اپنائے جائیں اور محض اپنی عقل ورائے سے کام نہ لیا جائے جب ساڑھے سات تولے سونا یا اس سے زیادہ سونا یا اتنی مالیت کی رقم وغیرہ موجود ہے تو چاہے اس بچوں میں تقسیم کر دیا ہو اس پر زکوٰۃ ادا کرنی ہو گی اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے سلسلے میں ہمارا رویہ دینے والا ہونا چاہیے نہ کہ حیلے بہانے تلاش کرنے والا اور اس کی ادائیگی پو مال میں برکت وانعام کا جو وعدہ الٰہی ہے اس پر کامل یقین ہونا چاہیے۔ جو بھی صاحبِ نصاب ہے اسے چاہیے کہ وہ ایک بار اپنا سونا سنار کے پاس لے جائے اس میں سے نگوں، ہیرے جواہرات کے علاوہ اصل سونے کا وزن کرا کے اپنے پاس اس وزن کو لکھ کر محفوظ رکھ لے۔ ہر سال سونے کی قیمت معلوم کر کے اسی حساب سے زکوٰۃ ادا کر دیا کرے اس طرح اسے ہر سال حساب کتاب کے چکر میں نہیں گھلنا نہیں پڑے گا۔ نگوں وغیرہ کے وزن سے نکل جانے کی صورت میں ادائیگی زکوٰۃ آسان رہے گی۔

عصرِ حاضر میں مسلمانوں نے اپنی عقل و رائے سے کام لے کر خود ساختہ معیارات قائم کر لیے ہیں۔ مصارفِ زکوٰۃ کا لحاظ رکھے بغیر اپنی من مانی سے اپنے من پسند لوگوں پر خرچ کرتے ہیں پھر جو مال خرچ کرتے ہیں وہ انتہائی ردی مال خرچ کرتے ہیں جو وہ

خود بھی لینا پسند نہ کریں۔ جن لوگوں پر مال زکوٰۃ خرچ کرتے ہیں ان لوگوں کی موجودگی اور غیر موجودگی دونوں صورتوں میں احسان جتلا کر احساسِ ندامت اور احساسِ اذیت میں مبتلا کرتے ہیں اس طرح اللہ ان کے خرچ کے اجر کو بھی ضائع کر دیتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرآنِ پاک میں ارشاد ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ[14] "اے ایمان والو! اپنے صدقات احسان جتلا کر اور ایذاء دے کر اس شخص کی طرح برباد نہ کرو جو لوگوں کو دکھاوے کے لیے مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا"

اس آیت کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ جو ریاکاری کے لیے بڑے خیراتی اداروں کو صدقات دیتے ہیں تاکہ وہ ایوانِ حکومت تک رسائی حاصل کر سکیں یا وہ ٹیکس کریڈٹ نیٹ کا حصہ بن جائیں یا شہرت وناموری حاصل کر سکیں جس طرح ایسے ریاکاروں کو صدقات وخیرات کر کے چند دنیاوی فوائد کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا اسی طرح احسان جتانے والے ایذاء رساں لوگوں کو بھی ان کا خرچ کرنا کچھ فائدہ نہ دے گا زکوٰۃ کی ادائیگی کے باوجود ہاتھ خالی رہ جائیں گے۔

آج امتِ مسلمہ کو چاہیے کہ وہ ادائیگی زکوٰۃ کے سلسلے میں اس ترغیب وترہیب کی طرف رجوع کریں جو قرآن وسنت میں آچکی ہیں کہ جو صاحبِ نصاب زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا دنیا میں بھی بے برکتی، تنگ دستی ومصائب کا شکار ہوگا اور آخرت میں اس کے اسی مال کو گنجے سانپ کی شکل میں اس پر مسلط کر دیا جائے گا اور اس مال کو آگ میں دہکا کر پیٹھوں میں داغا جائے گا اور انہیں دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے: الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ[15] "جو لوگ سونا چاندی اکٹھا کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے لیے دردناک عذاب کی وعید ہے" بہترین مال جو اسے خود بھی محبوب ہو وہ اللہ کی راہ میں دے اللہ تعالیٰ اس کے لیے بہترین اجر وثواب کا وعدہ فرماتے ہیں اسے ہی کمال نیکی قرار دیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ[16] "تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو"

روزہ کے حکم میں ادخلوا فی السّلم کافۃ کی عصری تطبیق

روزہ بھی اسلام کا اہم ترین رکن ہے یہ حقوق العباد کی ادائیگی اور تربیت نفس کی بہترین مشق ہے۔ یہ مشق سال بھر میں صرف ایک ماہ کی ہوتی ہے روزہ ہر بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ[17] "پس جو کوئی تم میں سے اس مہینہ کو پائے تو وہ روزے رکھے اور جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے ایام میں گنتی پوری کرے"

عصرِ حاضر میں مسلمان اس سلسلے میں سخت سستی وغفلت کا شکار ہیں۔ امتِ مسلمہ کی بڑی تعداد روزہ سے کنارہ کش ہو چکی ہے یا پھر آسانی کے لیے یہ طریقہ اختیار کر لیا ہے کہ سخت سردی میں چونکہ دن چھوٹا ہوتا ہے تو روزہ رکھ لیتے ہیں اور سخت گرمی میں حیلہ سازی اور بہانے کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔ کچھ لوگ صرف جمعہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ یہ سب خود ساختہ طریقے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی کے سوا کچھ نہیں۔ روزہ چھوڑنے والے اکثر نوجوان ہوتے ہیں جو دینی غفلت کا شکار ہیں بلکہ آج والدین اپنے بچوں کی محبت میں ان کی صحت کی خرابی کو عذر بنا کر روزہ رکھنے سے خود انہیں دور رکھتے ہیں، مزدور لوگ اس بات کو عذر بنا کر کہ روزہ رکھ کر محنت مشقت مشکل ہوتی ہے روزہ چھوڑ دیتے ہیں۔ لوگوں کی قلیل تعداد جو کہ روزہ رکھتی ہے وہ بھی شریعتِ اسلام کے احکامات کو مکمل طور پر نہیں اپناتی بلکہ وہ لوگ اپنی خواہشِ نفس کی پیروی کرتے ہیں۔ پانچ نمازوں کی بجائے

دو یا تین نمازیں پڑھ لیتے ہیں سارا دن سو کر یا ناول پڑھ کر یا کوئی فلم دیکھ کر گزار دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ جھوٹ، بغض، غیبت اور فتنہ و فساد کو بھی ترک نہیں کرتے۔ سحری و افطاری کے اوقات کی پابندی بھی لازمی نہیں سمجھتے اذان ہونے کے بعد تک کھاتے پیتے رہتے ہیں یا پھر رات کو ہی پیٹ بھر کر سو جاتے ہیں تاکہ سحری کے وقت اٹھنا نہ پڑے جبکہ سحری کھانا رسول اللہ ﷺ کی سنت بھی ہے اور باعث برکت بھی ہے۔

میڈیکل ریسرچ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ روزہ خون میں موجود کولیسٹرول(cholesterol) کو کنٹرول کرتا ہے جس سے خون کے شریانوں کو کام بہترین طریقے سے کرنے کا موقع ملتا ہے اور اس کی وجہ سے دل مختلف امراض مثلاً دل کا دورہ، اسٹروک اور فالج وغیرہ کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ روزہ نظامِ انہضام اور دماغی افعال کو بھی کنٹرول کرتا ہے جس سے جسم میں موجود کورٹی سول(cortisol) نامی ہارمون کم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اعصابی دباؤ میں کمی آجاتی ہے۔ روزہ کے باعث بھوک کی وجہ سے انسانی جسم میں موجود جمع شدہ چربی کو توانائی فراہم کرنے کا موقع ملتا ہے اور اس دوران جسم میں موجود نقصان دہ اجزاء کو بھی تحلیل کرنے میں مدد ملتی ہے۔[18] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ جسم کے سارے اعضاء کے لیے طبی معجزہ ہے۔ روزہ رکھنے والے افراد کو بھی روزہ کی حالت میں غیر شرعی امور اور رذائل اخلاق سے اپنا دامن پاک رکھنا چاہیے تاکہ وہ سال کے باقی مہینوں میں ان تمام چیزوں سے بچ سکیں اور اپنا سارا وقت ذکر و اذکار اور فرائض کی ادائیگی میں گزاریں ورنہ ایسا روزہ بارگاہِ الٰہی میں مردود ہو گا۔ اسی ذیل میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے: مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ[19] "جو شخص جھوٹی بات، جہالت اور جہالت پر چلنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں" اسی طرح سحری و افطاری کے معینہ اوقات کی خصوصاً پابندی کی جائے جب سحری کا وقت ختم ہو جائے تو کھانے پینے سے ہاتھ روک لیا جائے افطاری میں جلدی کی جائے۔ تمام مسلمان اس سلسلے میں خصوصی خیال رکھیں زیادہ وقت ذکر و اذکار، تلاوت قرآنِ پاک اور فرض کے ساتھ نوافل کا اہتمام کریں۔

حج کے حکم میں ادخلوا فی السّلم کافّۃ کی تطبیق

حج اسلام کا ایک اہم اور عظیم رکن ہے۔ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد اللہ تعالیٰ مومنوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ بیت اللہ کا حج کرو۔ ان کو حکم دیا گیا ہے: وَ لۡيَطَّوَّفُوۡا بِالۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ[20] "اس قدیم گھر کا طواف کرو" حج کی ادئیگی کے لیے ضروری ہے حلال ذرائع سے حاصل کردہ وسائل سے ہی اس فریضہ کی تکمیل کی جائے کیونکہ شارع نے کسبِ مال و صرفِ مال کے سلسلے میں حلال و حرام کی کڑی شرائط اور پابندیوں کو مقید کیا ہے اہلِ ایمان کو حکم ہے کہ: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوٰلَـكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ[21] "اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ" اسی طرح سفر حج کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہو اگرچہ اللہ نے حج کے ارکان و مناسک ادا کرنے کے بعد معاش کی تلاش و تجارت وغیرہ کی اجازت عطا کر دی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ[22] " تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی گناہ نہیں"

عصر حاضر میں مسلمانوں نے یہ طرزِ عمل اختیار کر لیا ہے کہ سب سے پہلے تو صاحبِ استطاعت خود ساختہ مجبوریوں کی بنا پر خود کو ان لوگوں میں شمار نہیں کرتے جن پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ مکان تعمیر کرنے، اولاد کے لیے کاروبار سیٹل کرنے، بچیوں کی شادیاں کرنے وغیرہ جیسے امور کی انجام دہی کو حج پر ترجیح دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ ایسے امور کی انجام

دہی حج ہی ہے۔ چاہئے یہ کہ جو صاحب استطاعت ہیں وہ اپنے اس فریضہ کی انجام دہی کے لیے مخلص ہوں اس سلسلے میں کوئی بہانے نہ بنائیں کیونکہ جس وقت کوئی صاحبِ استطاعت ہو جاتا ہے اس پر یہ فریضہ عائد ہو جاتا ہے اور ادانہ کرنے والے کو وعید ہے کہ اگر وہ بغیر ادائیگی کے مر جاتا تو شریعت نے اسے یہودی و نصرانی یعنی غیر مسلم قرار دیا ہے:مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّاوَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا [23]"جو توشہ اور سواری کا مالک ہو جائے جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے اس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو اس کے لیے کوئی ذمہ نہیں یہودی ہونے کی حالت میں مرے یا نصرانی اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر بیت اللہ کا حج جو شخص قدرت رکھتا ہو اس کی طرف چلنے کی"اس کے علاوہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے لوگوں پر جزیہ عائد کرنے کا اعلان کیا اور انہیں غیر مسلم قرار دیا ایک طرف مسلمانوں کا وہ گروہ ہے جو مختلف حیلے بہانے کر کے اس اہم رکنِ اسلام کی ادائیگی پر آنکھیں بند کیے ہوئے ہے تو دوسری طرف ایسا گروہ ہے جو سال بھر جھوٹ، فریب، رشوت، ناجائز و حرام طریقوں سے مال اکٹھا کرتا ہے اور سال بعد حج کرنے چلا جاتا ہے تاکہ وہ پہلے کے کیے ہوئے گناہوں سے پاکی حاصل کر سکے۔ یہ ایک افسوس ناک طرزِ عمل ہے کہ جب کہ واضح طور پر نصوصِ شرعیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ حرام مال سے نہ کوئی صدقہ قبول ہوتا ہے اور نہ کوئی دعا و عبادت۔ اس کے باوجود ایسا طرزِ عمل اختیار کیا جاتا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ[24]"آپ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کیے ہوئے ہے بکھرے بالوں والا غبار آلود چہرے والا ہے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے اور اس کا پینا حرام ہے اور اس کا پہننا حرام ہے اور اس کی پرورش حرام مال سے ہوئی پس اس کی دعا کیسے قبول ہو"

پھر سفر حج سے آج مسلمانوں کے معاشی مفاد مقصود ہوتے ہیں کہ وہ حج کرنے جائیں گے وہاں پر بین الاقوامی تجارتی روابط قائم ہوں گے یا بعض لوگ اس لیے بھی سفر حج باندھتے ہیں کہ سعودی عرب میں مقیم اپنے عزیز و اقارب سے ملاقات کریں گے۔ اس طرح معاشی اغراض و مقاصد، سیر وسیاحت اور تفریح اصل مقصدِ سفر ہوتا ہے نہ کہ رضائے الٰہی۔ تمام امتِ مسلمہ کو چاہیے کہ حج اور حج کے تقاضوں کو مکمل طور پر ادا کرے تاکہ پورے طور پر اسلام میں داخل ہونے کے اس حکمِ ربانی کی تکمیل ہو سکے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً[25] "اے ایمان والو! پورے طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ"

خلاصۂ بحث

ارکانِ اسلام کے تناظر میں عصرِ حاضر کے تحقیقی و تطبیقی مطالعہ کے درج ذیل اہم نکات سامنے آتے ہیں۔

- ارکانِ اسلام کی عملی صورت، ان کی ادائیگی کے قواعد و ضوابط اور معینہ طریقہ کار نصوصِ شرعیہ سے ثابت وواضح ہو چکا ہے۔
- آج مسلمان دو یا تین نمازوں کو ادا کر کے باقی نمازوں کو ترک کرنے کا معمول بنا چکے ہیں پھر اخیر وقت میں واجبات نماز کا لحاظ رکھے بغیر نماز پڑھتے ہیں۔

- زکوٰۃ کی ادائیگی کے سلسلے میں حیلے بہانے تلاش کر کے اس فریضہ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اپنے تخمینے سے زکوٰۃ نکالتے ہیں جو مال رڈی، خراب یا کمزور ہو وہ راہِ خدا میں دیتے ہیں یا پھر اپنے بچوں میں سونا وغیرہ تقسیم کر دیتے ہیں اور یہ حیلہ کرتے ہیں کہ ہم صاحبِ نصاب نہیں۔
- روزہ کے سلسلے میں سحری وافطاری میں تاخیر کا شکار ہیں۔ حالتِ روزہ میں تمام رزائلِ اخلاق اور ممنوعہ امور کا ارتکاب کرتے ہیں۔حج جیسے اہم فریضہ کو حقوق العباد اور مجبوریوں کی آڑ میں ادا نہیں کرتے اور جو ادا کرتے ہیں ان کے پیشِ نظر دنیاوی مفاد اور سابقہ گناہوں کی بخشش کا نظریہ کار فرما ہوتا ہے تاکہ مغفرت کی سند حاصل کرنے کے بعد دو دوبارہ دنیاوی مشاغل و گناہوں میں مصروف کار ہو سکیں۔
- امتِ مسلمہ کو ارکانِ اسلام کے سلسلے میں اپنے خود ساختہ طریقوں اور مفاد پرستانہ روش سے باز آنا چاہیے اور اس سلسلے میں سابقہ اقوام کے انجامِ عبرت کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

References

[1]. Urdū Dāirā Maārif-e-Islāmīa (Lāhūre: Dānish Kadah Punjāb) 2:667.

[2]. Muhammad Bin Abī Bakr Al-Rāzī, Mukhtār-ul-Sihāh(Bairūt:Dār-o-Sādir)2848.

[3]. Abū `abdullah Muhammad Bin Ismāīl Bukhāirī, Al-Jām`-ul-Sahīh, (Muhammad Zuhaīr Bin Nāsir Al-Nāsir.Ed.), Kitāb-ul-Iīmān, Bāb-o-Qaoli-Al-Nabī Bunī-al-Islāmu `alā Khamsin, Hadīth No. 8, (Damishq: Dār–o-Taoq-il-Najāt, 1422AH), 1: 11.

[4]. Bukhārī, Al-Jām`-ul-Sahīh, Kitāb-ul-Zakāt, Bāb Lā Tūkhazu Karāīm-o- Amwāl-il-Nās Fī-il-Sadaqah, Hadīth No. 1458,1: 659.

[5]. Al-Muddassir,74: 42-43.

[6]. Muslim Bin Hajjāj Al-Qushaīrī, Al-Jām-ul-Sahīh, (Fuāād Abdul Bāqī. Ed.), kitāb-ul-Masājid Wa Mawādh`-ul-Salāt, Bāb Istihbāb-il-Takbīr Bil Asr, Hadīth No.622 (Bairūt: Dār-o-Ihīā-il-Turāth-il-Arabī)1: 434.

[7]. Bukhārī, Al-Jām`-ul-Sahīh, Kitāb-ul--Janāīz, Bāb Iḍā Lam īutamm-ul-Sujūd, Hadīth No. 389,1: 87.

[8]. Dr. Zākir `abdul Karīm Nāīk, Namāz Aūr Jadīd Science (Book Corner Show Room), 84-88.

[9]. Bukhārī, Al-Jām`-ul-Sahīh, Kitāb-ul-Zakāt, Bāb-o-Zakāt -il-Waraq, Hadīth No. 1447,2: 106.

[10]. Bukhārī, Al-Jām`-ul-Sahīh, Kitāb-ul-Zakāt, Bāb-o-Wujūb-il-Zakāt, Hadīth No. 1400, 2: 105.

[11]. Saīīad Muhammad Yoūsaf Banaorī, Basāīr Wa `ibar (Karāchī: Maktabah Baīīenāt, 2014 AD),1: 526.

[12]. Ibid.

[13]. Al-Baqarah,2: 43.

[14]. Al-Baqarah,2: 264.

[15]. Al-Taūbah,9: 34.
[16]. Aal-e-`imrān,3: 92.
[17]. Al-Baqarah,2: 185
[18]. Field Epidemiology & Disease Surveillance Division National Institution of Health , Islamabad
[19]. Bukhārī, Al-Jām`-ul-Sahīh, Kitāb-ul-Suāūm, Bab-o-Man Lam īada`Qaūl-al-Zūr-i-Wal `amal-i-Bihi Fī-il-Suāūm, Hadīth No. 1903, 3: 25.
[20]. Al-Hajj,22: 29.
[21]. Al-Nisā,4: 29.
[22]. Al-Baqarah,2: 198
[23]. Abū `īsīā Muhammad Bin `īsīā Tirmiḍī, (Bishar `ūdh Marūf, Kitāb-ul-Hajj, Bab Mā Jāa Fī-il-Taghlīẓ-i-Fī Takr-il-Hajj, Hadīth No.812(Bīrūt: Dār-ul-Ghār-il-Islāmī, 1998 AD), 2: 168.
[24]. Muslim, Al-Jām-ul-Sahīh, Kitāb-ul-Zakāt, Bāb-o-Qubūl-il-Sadaqāt-e-Min-al- Kasb-il-Taīīīb-i-Wa Tarbiīīatihā, Hadīth No.2245, 2: 703.
[25]. Al-Baqarah, 2: 204.